میڈیا کا غیر متوازن رویہ

عرفان صدیقی

جب بھی توازن اور اعتدال کے سنہری اصول کو پس پشت ڈال کر کسی معاملے کو بے ہنگم طریقے سے اچھال دیا جائے اور ایک رُخے تبصروں کی یلغار سے لوگوں کے دل و دماغ میں چنگاریاں سی بو دی جائیں تو وہی کچھ ہوتا ہے جو جمعۃ المبارک کو ہوا۔ سوات سے آنے والی ایک وڈیو فلم کے مناظر ہر پہلو سے افسوسناک ہیں۔ کسی گروہ کو یہ حق نہیں دیا جا سکتا کہ وہ بندوق کے زور پر اپنی عدالتیں بنالے، اپنا نظام تعزیرات نافذ کردے، خود ہی سزائیں دینے لگے اور خود ہی ان پر عملدر آمد کرنے لگے۔ پاکستان ایک ریاست ہے جس کا اپنا آئین، اپنا قانون، اپنا نظام عدل اور اپنا نظم ونسق ہے۔ کوئی فرد، قبیل یا گروہ، چاہے وہ کتنا ہی پاکباز اور نیک نیت کیوں نہ ہو، ریاست کے اندر اپنی ریاست بنانے کا استحقاق نہیں رکھتا۔ اسلامی حدود و تعزیرات کا نفاذ بھی ریاست کے احاطہ اختیار میں آتا ہے جسے کوئی غیر ریاستی عنصر بروئے کار نہیں لا سکتا۔ اس اعتبار سے سوات کا واقعہ ایک باغیانہ فعل ہے جس کا دفاع نہیں کیا جانا چاہئے۔ پورے عزم واخلاص سے اس طرح کے واقعات کا سدباب کرنا چاہئے کہ عوام کی جان ومال کا دفاع اور بنیادی حقوق کا تحفظ اس کا بنیادی وظیفہ ہے۔

لیکن کیا ہمارے میڈیا نے جو تماشا لگایا، جس طرح کی ہاہاکار مچائی، جس طرح کا بارود برسایا، جس طرح کے الاؤ بھڑکائے، جس طرح کا حشر بپا کیا اور جس بے مہار آزادی کے ساتھ گھروں میں بیٹھی خواتین، بچوں اور نوجوانوں کے جذبات واحساسات کو یکطرفہ پروپیگنڈے کے زہرناک تیروں کا نشانہ بنایا، کیا اسے متوازن، معتدل، ذمہ دارانہ اور مہذب کہا جا سکتا ہے؟ ہمارے لبرل فاشسٹ، ''طالبانیت'' کو دشمن کے طور پر استعمال کرتے ہیں جس کا مفہوم، ان کے نزدیک، بے لچک رویہ اور نقطہ کمال کو پہنچی ہوئی انتہا پسندی ہے۔ کیا ان لبرل فاشسٹوں اور ہمارے میڈیا نے بھی عملاً اسی ''طالبانیت'' کا مظاہرہ نہیں کیا؟ کیا جو کچھ ہمیں دن بھر دکھایا جاتا رہا وہ کرخت قسم کی انتہا پسندی نہ تھی؟ ایسا پہلی بار ہوا کہ ٹی وی چینلز کے خبرخوانوں کے چہرے بھی تمتمانے لگے، ان کے منہ سے کف نکلنے لگی اور ان کی آنکھیں شرارے اگلنے لگیں۔ کسی کو یاد نہ رہا کہ معاملہ کتنا ہی سنگین کیوں نہ ہو، ممکنہ حد تک اعتدال اور توازن کا

دامن تھامنے رکھنا لازم ہے۔ دیکھتے دیکھتے وہ لبرل فاشسٹ بھی مفسر، محدث، فقیہ اور مجتہدین بن گئے جو نمازوں کی رکعتیں بھی نہیں گنواسکتے۔ ہر شخص شیخ القرآن اور شیخ الحدیث بن بیٹھا اور المیہ سوات کی اسلامی تعلیمات کے تناظر میں تشریح وتعبیر کرنے لگا۔ یوں لگا جیسے برسہا برس کی بھوک کے مارے بھیڑیوں کو شکار ہاتھ آگیا ہو۔ ایک سے بڑھ کر ایک مفتی زماں مجتہد العصر اور نابغہ وقت بن بیٹھا۔ ایک آتش فشاں تھا کہ پھٹ پڑا اور لاوا اسلام، اسلامی نظام تعزیرات، اسلامی شعائر اور اسلامی مظاہر کی طرف بہہ نکلا۔ یہاں تک کہ عوام چیخ اٹھے سر شام ان کا پیمانہ صبر لبریز ہوگیا۔ وہ دہائی دینے لگے۔ خواتین زاری کر رہی تھیں کہ خدا کے لئے یہ سب بند کرو۔ سوات کے نام نہاد طالبان یا خود ساختہ نظام عدل کے پاسبانوں نے تو ''کوڑوں'' کی کوئی حد مقرر کی ہوگی لیکن میڈیا نے اہل پاکستان کی پشت پر اتنے کوڑے برسائے کہ وہ بلبلا اُٹھے اور یہ سلسلہ اب بھی نہیں تھما۔

میرے کل کے کالم کا عنوان تھا ''چیف جسٹس کیا کیا کریں؟ اس وقت یہ ویڈیو سامنے نہیں آئی تھی۔ اب جسٹس افتخار محمد چوہدری نے اس معاملے کا نوٹس بھی لے لیا ہے اور سماعت کے لئے سینیئر ججوں پر مشتمل ایک بڑا بنچ تشکیل دے دیا ہے۔ کیا سوات کی انتظامیہ مظلوم لڑکی کو پیش کر سکے گی؟ کیا ذمہ داروں کو گرفت میں لیا جاسکے گا؟ حکومت کے لئے بہر حال ایک کھڑکی کھلی ہے۔ وہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے بل بوتے پر شورش زدہ علاقے میں اپنی مفلوج کی بحالی کی سنجیدہ کوشش کر سکتی ہے۔ سماعت کے دوران شاید کئی ایسے سوالوں کے جواب بھی مل جائیں جو میڈیا کے اٹھائے گئے گرد وغبار میں دب گئے ہیں۔ پتہ چلنا چاہئے کہ یہ واقعہ کب پیش آیا؟ سوات امن معاہدے سے قبل یا بعد میں؟ عدالت سجانے اور سزا دینے والے لوگ کون تھے؟ سرحد حکومت نے اس پر کیا کاروائی کی؟ علاقے میں موجود فوج کا ردعمل کیا رہا؟ خفیہ ایجنسیوں کی رپورٹ کیا ہے؟ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس این جی او کا شجرہ نسب کیا ہے جس نے یہ وڈیو عام کرنے کے لئے ایک خاص وقت کا انتخاب کیا؟ کس طرح اس کی بیسیوں کاپیاں تیار ہوئیں؟ کیوں کر یہ ایک ہی دن، ایک ہی وقت مختلف چینلز تک پہنچادی گئیں؟ اور پھر کس طرح ایک سونامی نے پاکستان کو لپیٹ میں لے لیا؟ یہ بات کوئی راز نہیں کہ امریکہ سوات امن معاہدے کے سخت خلاف ہے۔ بارک اوباما نے اپنی نئی پالیسی میں ایسے معاہدوں کی کوئی گنجائش نہیں رکھی۔ وہ گروپ 20 کے اجلاس کے دوران یورپی مندوبین کو بھی پاکستان کے خلاف جارحانہ اقدام پر قائل کرتے رہے۔ سوات شورش سے تنگ آئی ہوئی حکومت سرحد نے مصالحانہ امن کی نئی کوشش کیں۔ بالآخر صوفی محمد کی معاونت سے ایک معاہدہ طے پا گیا جس کی بنیاد قاضی کورٹس کا قیام تھا۔ ستم رسیدہ اہل سوات نے سکھ کا سانس لیا کہ چلیں امن کی کوئی صورت تو ہو۔ لیکن اسلام آباد میں خوف اور تشویش کی یہ لہر پیدا ہوگئی کہ کیا امریکہ صوفی محمد کی قیادت میں طے پانے والے کسی ایسے معاہدے کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کرلے گا جس کے ساتھ اسلامی شریعت اور قاضی عدالتوں جیسے سابقے اور لاحقے جڑے ہوں؟ صدر زرداری، امریکہ کی اسی پالیسی کے پاسبان ہیں جس کی بنیاد مشرف دور میں پڑی۔ وہ ایک وسیع تر مفاہمت کے تحت تسلسل کی کڑی ہیں اور مشرف ہی کی طرح اپنے استحکام کے لئے امریکی خوشنودی کو بالاترین ترجیح خیال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس دن سوات معاہدہ ہوا اور بالعموم اس کی تحسین کی گئی اور حکومت سرحد نے بتایا کہ

اس معاہدے کو جناب صدر کی حمایت حاصل ہے، اسی شام ایوان صدر کی ہدایت پر وزیر اطلاعات شیری رحمان نے بطور خاص بیان جاری کیا کہ صدر زرداری اس وقت تک اس معاہدے کی منظوری نہیں دیں گے جب تک سوات میں مکمل امن بحال نہیں ہو جاتا۔ وہ اب تک اپنی رائے پر قائم ہیں۔ حکومت سرحد کی طرف سے پیہم اصرار کے باوجود صدر زرداری نے معاہدے کے باضابطہ منظور نہیں دی اور اس دوران سوات میں جو نظام عدل رائج کر دیا گیا ہے، سے آئینی وقانونی تحفظ حاصل نہیں ہوا۔ بین الاقوامی دباؤ کی زنجیروں میں جکڑی حکومت کی نگاہیں سوات کے امن سے کہیں زیادہ خارجی ردعمل پر مرکوز ہیں۔ کیا اسے معاہدہ سوات سے انحراف کے لئے کسی جواز کی تلاش ہے؟ کیا کئی ماہ پرانے واقعے کی یہ ٹیپ اس منظم انداز سے منظر عام پر لانے والی این جی او قطعی طور پر معصوم ہے اور اسے محض ایک لڑکی پہ ہونے والے ستم نے اسے ''جہاد اکبر'' پر مجبور کر دیا؟ ہالبروک بصد تزک واحتشام تشریف لا رہے ہیں۔ کیا ان کی دلداری کے لئے یہ لازم ٹھہرا ہے کہ سوات کے شورش پسند عناصر کا چہرہ حتی الامکان حد تک ''مکروہ'' بنا کے پیش کیا جائے؟ کیا اس سارے کھیل کا مقصد پاکستان کے عوام کو فکری اور جذباتی طور پر بلیک میل کر کے معاہدہ سوات کی منسوخی کے لئے فضا ہموار کرنا ہے؟ اگر معاملہ صرف خاتون کی حرمت کی پامالی پر ہو رہی ہے اور اگر ساری آہ وزاری حقوق انسانی کی پامالی پر ہو رہی ہے تو عافیہ صدیقی کو کیوں بھلا دیا گیا ہے؟ کیا اس لئے کہ اس پر بے پناہ تشدد، بہیمانہ ظلم وزیادتی اور پانچ سال تک عصمت دری کا نشانہ بنانے کی کوئی ویڈیو فلم سامنے نہیں آئی؟ کیا اس لئے کہ ان سفاکوں کے رنگ گورے ہیں اور ان کے چہروں پہ داڑھیاں اور ان کے سروں پر پگڑیاں نہیں؟ کیا اس لئے کہ عافیہ کی درد وچیخیں بگرام کے عقوبت خانے سے باہر نہ آسکیں؟ کیا اس لئے کہ لبرل فاشسٹوں کی آنکھوں پر پٹیاں بندھی ہیں اور انہیں تقدیس نسواں کے صرف وہ مناظر دکھائی دیتے ہیں جن کا ناطہ وہ بہ آسانی اسلام سے جوڑ کر اپنے خبث باطن، کی تسکین کر سکیں؟

☆......☆

نائن الیون کی مکروہ کوکھ سے ایسے ایسے عذابوں نے جنم لیا کہ انسانیت دم بخود ہے۔ نامعلوم دہشت گردوں کے ہاتھوں ہلاک ہو جانے والے تین ہزار انسانوں کا انتقام لینے کے لئے امریکہ گزشتہ ساڑھے آٹھ برس کے دوران کم وبیش بیس لاکھ انسانوں کا لہو پی چکا ہے۔ اپنی خوں آشامی کی تسکین کے لئے اس نے انسانیت کی مسلمہ اقدار، تہذیب کے معتبر قرینوں اور بین الاقوامی آداب واخلاقیات کی دھجیاں اڑا دیں۔ گوانتانامو، ابوغریب، قلعہ جنگی اور دشت لیلیٰ کی کہانیاں برسوں یاد دلاتی رہیں گی کہ جب انسان درندگی پر اتر آئے تو سفا کی کن حدوں کو چھو سکتا ہے۔ دنیا بھر میں پھیلی اس کی عقوبت گاہوں کے ہر دن اور ہر رات کے بطن میں ایسی ایسی لرزہ خیز داستانیں چھپی ہیں کہ سینے میں دل رکھنے والا انسان سننے کی تاب نہیں رکھتا۔ اس نے اقوام متحدہ کی گردن دبوچ کر مرضی کے پروانے حاصل کر لئے، اپنی مرضی کے قاعدے، قانون اور ضابطے بنا لئے اور اپنی درندگی کو ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کا نام دے کر دنیا پر چڑھ دوڑا۔ سوات کے اذیتناک واقعے کا دفاع مقصود نہیں۔ بلاشبہ یہ اسلام، انسانیت اور تہذیب کے منہ پر طمانچہ ہے اور پاکستان کا چہرہ مسخ کرنے والوں کا کڑا محاسبہ ہونا چاہئے لیکن کیا تقدیس نسواں کے ثناء

خوانوں کو اندازہ ہے کہ امریکہ ڈرون حملوں اور رنگارنگ آپریشنز کا نشانہ بننے والی خواتین کس حال میں ہیں؟ ان پر کیا گزری جن کے بچوں کے پرخچے اُڑ گئے اور انہیں قبریں بھی نصیب نہ ہوئیں؟ وہ کس حال میں ہیں جو بھری جوانی میں بیوہ ہوگئیں اور جن کے پاس دو وقت کی روٹی کا بھی کوئی وسیلہ نہیں رہا؟ آج آہ و بکا اور گریہ وزاری کرنے والے لبرل فاشسٹوں نے ساڑھے آٹھ سالہ امریکی بہمیت کے خلاف کتنے جلوس نکالے؟ کتنے مرثیے اور نوحے لکھے؟ کتنا احتجاج کیا؟ کیا اس کا سبب یہ ہے کہ ظالم کا رنگ گورا تھا اور مظلوم کالے یا سانولے رنگ کا کلمہ گو مسلمان تھا؟ جب بھی کوئی سوات جیسا نا مطلوب واقعہ پیش آتا ہے۔ ان کی رگ انسانیت پھڑک اُٹھتی ہے، اسلام کے خلاف ان کا بغض پھن پھیلا کر کھڑا ہو جاتا ہے اور یہ اسلام کی ہر علامت پر تبریٰ بھیجنے لگتے ہیں۔ اب بھی یہی کچھ ہوا۔ بے اوقات دانشور گز گز بھر لمبی زبانیں نکال کر اسلامی حدود تعزیرات کے بارے میں ایسے ایسے تبصرے کرنے لگے جنہیں نوک زبان پر بھی نہیں لایا جا سکتا۔ یہ بھول گئے کہ اللہ کی کتاب کیا کہتی اور اللہ کے رسول کیا فرماتے ہیں۔ اسلام کے متعین احکامات سے انکار اور انہیں نشانہ تمسخر بنانا ایسی جسارت ہے جسے معاف نہیں کیا جا سکتا۔

اب معاملہ عدالت عظمیٰ کے روبرو ہے۔ آج سے جسٹس افتخار احمد محمد چوہدری کی سربراہی میں ایک بڑا عدالتی بنچ سماعت شروع کر رہا ہے۔ حقائق سامنے آجائیں گے اور پتہ چل جائے گا کہ میڈیا کے غیر متوازن، غیر معتدل رویے کے باعث پاکستان بھر کو اپنی لپیٹ میں لے لینے والے واقعے کی حقیقت کیا ہے؟ یہ کب اور کہاں پیش آیا؟ کیا واڈیو اصلی ہے یا کوئی ڈرامہ؟ اگر اصلی ہے تو خاتون کو اس انداز سے کوڑے مارنے کی سزا کس ''مفتی'' نے دی؟ چار گواہ کہاں سے آئے؟ کیا یہ واقعی طالبان تھے یا شورش زدہ زمین اُگ آنے والا کوئی خودرو بے مہار گروہ؟ ریاست کی رٹ کو چیلنج کر کے یوں من مانی کرنے والوں کا محاسبہ ضروری ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ سازشوں کے اُس تانے بانے کو بھی نظر میں رکھا جائے جو سوات اور فاٹا میں قیام امن کی ہر مصالحانہ کوشش کے خلاف رہا ہے اور جو اپنے مذموم مقاصد کے لئے آتشکدہ دہکائے رکھنا چاہتا ہے۔ یاد کیجئے وہ وقت جب چھ برس قبل معاہدہ شکئی طے پایا۔ پشاور کے کور کمانڈر نے نیک محمد کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ ایک پُر جوش تقریب میں جرنیل نے نیک محمد کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ ''خوبرو دہشت گرد'' نے امن کی ضمانت دی۔ لیکن امریکہ انگاروں پر لوٹنے لگا۔ وہ آگ اور بارود کے کھیل سے دستکش ہونے کو تیار نہ تھا۔ سو ایک امریکہ میزائل نے بیک وقت معاہدہ شکئی اور نیک محمد کے پرزے اڑا دیئے۔ امریکہ نے مذاکراتی عمل مصالحاتی حکمت عملی اور معاہداتی انداز فکر کی ہمیشہ مخالفت کی۔ سوات کا حالیہ معاہدہ بھی اس کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہے۔ صدر زرداری بھی امریکی حساسیت کے باعث معاہدے کی توثیق سے گریزاں ہیں۔ فتنہ گر سوچ کو کسی ایسے واقعے کی اشد ضرورت تھی (اور ہے) جو عوام میں غیظ وغضب کی کیفیت پیدا کر دے اور خلق خدا چیخ اٹھے کہ بھاڑ میں گیا معاہدہ۔ اپنی توپوں کی نالیں سیدھی کرو اور انہیں بھسم کر دو۔ میڈیا نے پیشہ وارانہ احتیاط کے ادنیٰ ترین تقاضوں کا لحاظ بھی نہ رکھا اور ان عناصر کے ہاتھوں میں کھیل گیا جو چنگاری کو الاؤ میں بدلنا چاہتے تھے۔ پچھلے بیس دنوں سے بیت اللہ محسود ایک امریکی ہدف بن گیا ہے۔ اس کے سر کی بھاری قیمت مقرر کر دی گئی ہے۔ اب ہر واردات اس کے کھاتے میں ڈال رہی ہے۔ سوات بھی بیت اللہ

محسود کی ذمہ داری کا حصہ ہے جس پر فضل اللہ کنٹرول کرتا ہے۔ سو تازہ ترین وڈیو بھی بالواسطہ بیت اللہ کے نامہ اعمال کا حصہ بنے گی۔ حکومت پاکستان ایک عرصے سے بیت اللہ کے خلاف موثر کاروائی چاہتی ہے لیکن امریکہ چشم پوشی کر رہا تھا۔ یہ ایک الگ طلسم ہوشربا ہے۔ اب یوں محسوس ہوتا ہے کہ امریکہ اور پاکستان دونوں بیت اللہ کے خلاف متحد ہو گئے ہیں۔ تازہ وڈیو اشتراک کار کے لئے معاون ثابت ہوگی۔ امریکہ کی طرف سے ملنے والے اس تعاون کی قیمت کے طور پر سوات امن معاہدہ منسوخ ہو سکتا ہے اور ایک سخت گیر آپریشن کے امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا۔

یہ تین چار برس پہلے کی بات ہے۔ پاکستانی ایجنسیز کو خبر ملی کی بلوچستان کے پہاڑوں میں ایک فلم کی عکس بندی ہو رہی ہے اور فلم بنانے والے کسی یورپی ملک کے گورے گوریاں ہیں۔ اہلکاروں نے پوچھ گچھ کی تو پتہ چلا کہ طالبان کے ظلم وستم پر مبنی ایک فلم تیار کی جا رہی ہے۔ اس کے لئے مقامی باشندوں کو بطور اداکار بھرتی کیا گیا ہے اور انہیں ڈالروں میں ادائیگی کی جا رہی ہے۔ ایک مقامی این جی او بھی معاونین میں شامل تھی۔ مغرب اس طرح کی فریب کاریوں کے فن کا ماہر ہے۔ سوات کی وڈیو کے بارے میں مالاکنڈ کے کمشنر نے اللہ کی قسم کھا کر گواہی دی کہ کوڑے مارنے کی وڈیو جعلی ہے۔ تحریک طالبان سوات کے ترجمان حاجی مسلم خان نے بھی ویڈیو کو جعلی اور امن معاہدے کو سبوتاژ کرنے کی کوشش قرار دیا ہے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ایک مختصر سا تصویری خبرنامہ قیامت ڈھا گیا اور ابھی تک یہ یقین بھی نہیں ہو سکا کہ واقعہ اصلی ہے یا جعلی؟

بنیادی بات یہ ہے کہ سوات حکومتی رٹ سے نکل چکا ہے۔ وہاں ایک بھیانک خلا ہے اور بھانت بھانت کے گروہ فعال ہیں۔ کسی واردات کو نفاذ اسلام کی کوشش، امریکہ کے خلاف نفرت، خالص مزاحمت، فضل اللہ کی کاروائی، کسی مافیا کا اقدام یا پاکستان دشمنوں کی کارستانی قرار دینے سے پہلے ہزار بار سوچنا ہوگا۔ میڈیا پہ لازم ہے کہ وہ اعتدال اور توازن کا دامن نہ چھوڑے۔ خبر ضرور دے کہ یہ اس کا بنیادی وظیفہ ہے۔ خبر لے بھی کہ یہ اس کے پیشہ وارانہ فرائض کا تقاضا ہے۔ لیکن اپنے وقار اور اعتبار کو مجروح نہ ہونے دے۔ اس مقام کو نہ گنوائے جو اس نے پاکستانی عوام کی آنکھوں میں پایا ہے۔ کسی واقعے کی من مانی تعبیر کر کے ایک نتیجہ اخذ کر لینا اور پھر فکر بیمار کے حامل مذہب بیزار لوگوں کو پہروں زہر افشانی کی موقع دینا، خود میڈیا کی اپنی ساکھ کے لئے از حد مضر ہے۔ اسے اندازہ ہونا چاہئے کہ وہ بری طرح ڈگمگایا ہے اور مشتعل ہو کر اس نے توازن واعتدال کے اس سنہری اصول کو پامال کیا ہے جو ذمہ دار اور میڈیا کی عصمت کا درجہ رکھتا ہے۔ سوات وڈیو کا کچا چٹھا تو عدالت عظمیٰ میں کھل جائے گا لیکن ایک بڑی لغزش پہ خود احتسابی کا اہتمام میڈیا کو آپ کرنا ہوگا...... اور جلد کرنا ہوگا۔

☆☆☆